ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 7- نومبر 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لائوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) عام بحث

ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث

(بی) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

- 1- مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012
ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔
- 2- مسودہ قانون پنجاب لائوسٹاک بریڈنگ 2012
ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب لائوسٹاک بریڈنگ 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔
- 3- مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012
ایک وزیر مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔
- 4- مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیشن اتھارٹی پنجاب 2012
ایک وزیر مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیشن اتھارٹی پنجاب، 2012 ایوان میں
پیش کریں گے۔

- 5- مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب 2012
ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف
تحفظ، پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

140

- 6- مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب 2012
ایک وزیر مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔
7- مسودہ قانون کینال ہیرٹیج پارک لاہور 2012
ایک وزیر مسودہ قانون کینال ہیرٹیج پارک لاہور، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا اس پر غور و خوض اور اس کی منظوری

- مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ
2012 پر فوری غور و خوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب
1997 کے قاعدہ 234 کے تحت اس کے قواعد 94 اور 95 کی مقتضیات کو
معطل کیا جائے۔

- ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012 کو
فی الفور زیر غور لایا جائے۔
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012
منظور کیا جائے۔

(ڈی) مسودات قانون پر غور و خوض اور ان کی منظوری

- 1- مسودہ قانون میٹروپولیٹن اتھارٹی پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 2012)
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون میٹروپولیٹن اتھارٹی پنجاب 2012، جیسا کہ
قائمہ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور
لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

2- مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹریونیورسٹیاں 2012 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹریونیورسٹیاں 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹریونیورسٹیاں 2012 منظور کیا جائے۔

141

3- مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور، 2012 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012 منظور کیا جائے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

بدھ، 7- نومبر 2012

(یوم الاربعاء، 21- ذوالحجہ 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیئرمین، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 30 منٹ پر زیر

صدارت جناب سیکرٹری انعام اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم O

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ O

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَ
قُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝
رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْرَجْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ
مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَعِينَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ
أَنْ آمَنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۝ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ
عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝

سورة آل عمران آیات 190 تا 193

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں (190) جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچاؤ (191) اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (192) اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لئے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا (193)

وما علینا الالبلاغ O

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جتنا دیا سرکار ﷺ نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے اُن ﷺ کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں
ذکرِ نبی ﷺ میں دن جو گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے
یادِ نبی ﷺ میں رات جو گزرے اس سے بہتر رات نہیں
جو ہیں میری جان و ایماں کیا میں اُن ﷺ کی نذر کروں
پاس میرے اشکوں کے علاوہ اور کوئی سوغات نہیں
غور تو کر سرکار ﷺ کی تجھ پہ کتنی خاص عنایت ہے
کوثر تو ہے اُن ﷺ کا ثناءِ خواں یہ معمولی بات نہیں

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے ایک گزارش کر لینے دیں۔ جناب سپیکر! دیکھیں، جب سپیکر بول رہا ہو تو اُس وقت آپ کو تھوڑا سا احتیاب کرنا چاہئے اور interruption نہیں ہونی چاہئے۔ جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کے اجلاس میں پہلے دو گھنٹے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث ہوگی لہذا اس سے پہلے کہ عام بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے پارلیمانی سیکرٹری قانون سے میں کموں گا کہ وہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات کہنا چاہوں گا۔ چونکہ پرسوں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اپوزیشن کے مطالبہ پر یہ طے ہوا تھا کہ راجہ ریاض صاحب بطور اپوزیشن لیڈر خود بحث شروع کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی تو ہم اس طرف آئیں گے لیکن پہلے آپ نے جو تحریک پیش کی ہے وہ تو منظور ہو لینے دیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42, 71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:
 "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
 قاعدہ 42,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد
 اصغر خان کیس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"
 (تحریک منفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹھیں سیکرٹری اسمبلی
 کو بھجوادیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس بحث سے پہلے ایک نہایت ہی اہمیت کا حامل
 میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگر آپ یہ سن لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور خاص طور پر پنجاب
 کے کاشتکاروں کی بھلائی کے لئے یہ ایوان سوچ بچار کر کے کوئی نہ کوئی لائحہ عمل تیار کرے۔
 جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شوگر ملوں کی جانب سے کرشنگ میں تاخیر سے

گندم کی کاشت کے رقبہ میں کمی کا خدشہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ شوگر کین کا سیزن شروع ہو گیا ہے اور
 آج سے کچھ عرصہ پہلے دسویں مہینے میں کرشنگ شروع ہو جاتی تھی اور ملیں چلتی تھیں۔
 جناب سپیکر: وزیر زراعت متوجہ ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس کے بعد گیارہویں مہینے کے درمیان یہ کرشنگ سیزن شروع
 ہوتا تھا اور ملیں چلتی تھیں۔ ہماری یہاں گندم کی کاشت شروع ہے اور ہمارے کاشتکار اتنی سکت نہیں
 رکھتے کہ وہ گندم کی کاشت کو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر کاشت کریں۔ کاشتکاروں کا پہلے طریقہ کار یہی تھا
 کہ کاشت سے پہلے گنے کی سپلائی شروع ہو جاتی تھی اور تھوڑی بہت رقم کی ادائیگی ہو جاتی تھی جس کی وجہ
 سے گندم کی کاشت ان کے لئے آسان ہو جاتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کرشنگ early stage
 پر ہوتی تھی تو خالی ہونے والے رقبے پر کافی گندم کاشت ہو جاتی تھی۔ اس وقت اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے

کہ ابھی دسمبر کے مہینے میں ملیں چلیں گی اور آخر جنوری فروری میں گئے کا وزن بھی کم ہونا شروع ہو جاتا ہے جس سے مل مالکان کو فرق نہیں پڑتا مگر کاشت کار کو خاص فرق پڑتا ہے۔ یہ سارا ایوان اس پر غور کرے کہ سیزن جو کم کیا جا رہا ہے اس کا background یہ ہے کہ وہ اپنی مرضی کریں گے اور اپنی مرضی کے مطابق ریٹ طے کریں گے جس سے کاشتکار کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ آپ بھی اسی کاشتکاری background سے تعلق رکھتے ہیں جس سے میں تعلق رکھتا ہوں اور اکثریت بھی اسی background سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس سے عام آدمی اور کاشتکار سخت پریشان ہے جس کا حل یہی ایوان کر سکتا ہے جو ان لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہے۔ میں آج ایوان کے تمام ممبران جو کاشتکاری پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں، کو غور و فکر کرنے کے لئے گزارش کرتا ہوں۔ اگر کاشتکار کو کسی فصل میں کچھ پیسے بچتے تھے تو وہ گنے کی فصل تھی لیکن اب وہ فصل بھی مل مالکان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے خسارے میں جا رہی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر ضرور غور و فکر کیا جائے اور عام کاشتکار اور زمیندار کا ازالہ کیا جائے۔ اس وجہ سے یہ مسئلہ بھی پیدا ہوگا کہ گندم کی کاشت نہیں ہو سکے گی اور ملک میں گندم کی shortage ہوگی کیونکہ 20 فیصد گنے کا رقبہ خالی ہوتا ہے جہاں پر گندم کاشت ہو جاتی ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس پر آپ ضرور مہربانی فرمائیں۔ اس بات کے بعد ہونے والی بحث میں سمجھتا ہوں کہ شاید سیاسی زعماء کے لئے بہت اہم ہوگی لیکن عام آدمی اور اکثریتی کاشتکاروں کی اہمیت اسی بات پر ہے جو بات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ شکریہ
جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب! آپ بھی اس پر ذرا روشنی ڈالیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! زراعت کے لئے کل کا دن رکھ لیں۔
جناب سپیکر: بسراء صاحب! میں آپ کو ٹائم دوں گا، آپ ذرا اطمینان رکھیں۔ میں نے اس پر دو گھنٹے رکھے ہوئے ہیں۔ جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سعید اکبر خان صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ عام طور پر 15 نومبر سے کرشنگ کا سیزن شروع ہوتا ہے اور انہوں نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ جب گندم کی کاشت ہوتی ہے تو تقریباً 20 فیصد ایکڑ رقبہ گنے سے فارغ ہوتا ہے جس پر گندم کاشت ہوتی ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ مجھے منسٹر صاحب کی بات سمجھ آنے دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چونکہ یہ محکمہ خوراک سے متعلقہ ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ آج سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر سے کہتا ہوں کہ فوری طور پر اس کا اہتمام کیا جائے۔ پچھلے سال بھی 15 نومبر کو سیزن شروع کیا گیا تھا اور اس دفعہ اگر یکم نومبر تک سیزن شروع ہو جاتا تو کاشتکاروں کی بڑی help ہو جاتی۔ میں اسے on board لوں گا اور ان سے بات کر کے کل آپ کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، کب بتائیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): کل بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ ماشاء اللہ ایک bridge کا کام کرتے ہیں کیونکہ آپ کاشتکار بھی ہیں اور حکومت میں بھی ہیں۔ آپ کو ان چیزوں کا یقینی طور پر احساس ہو گا جو نوانی صاحب نے پیش کی ہیں لہذا اس کا حل بھی ہونا چاہئے اور اس کے بعد شاید وہ ریٹ کی بات بھی کریں۔ کل آپ تشریف لائیں ہم اس کے لئے آپ کو ٹائم دیں گے بلکہ اس کے لئے ہم ایک دن بحث بھی رکھیں گے۔ پہلے کل آپ جواب دے دیں اس کے بعد ہم ٹائم رکھیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں بھی اور پورا ایوان بھی آپ کا احسان مند ہے۔

جناب سپیکر: ایوان میرا کیوں احسان مند ہے بلکہ یہ ذمہ داری تو آپ لوگوں نے مجھے دی ہے جس کا مجھے احساس ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جن جذبات کا منسٹر صاحب سے آپ نے اظہار کیا اس پر ہم تمام آپ کے مشکور ہیں۔ ایک دن کا نہیں بے شک دو دن کا ٹائم رکھ لیں لیکن اس کا حل یہی ہے کہ 15 نومبر سے کرشنگ کا سیزن شروع کروادیں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری humble submission ہے کہ پرسوں کے Minutes سیکرٹری صاحب کے پاس ہیں جنہیں آپ دیکھ لیں کہ ان کے مطابق یہ طے ہوا تھا اور میں اس پر دوبارہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ راجہ

صاحب نے بطور اپوزیشن لیڈر خود بلکہ ضد کر کے کہا تھا کہ یہ judgment میرے پاس بھی ہے اور ان کے پاس بھی تھی جو کہ انگلش میں ہے تو راجہ صاحب نے کہا تھا کہ میں خود اس پر بحث کا آغاز کروں گا۔ میرے علاوہ اور کوئی نہیں اور یہ طے ہوا تھا، چودھری ظمیر الدین صاحب بھی تھے۔۔۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ نے قواعد معطل کروادیتے ہیں اس لئے مہربانی کر کے ایسا نہ کریں کیونکہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں صرف آپ کو یاد کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ اگر نہیں ہیں تو یہ ایوان ان کا انتظار کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ میں صرف آپ کے نوٹس میں دینا چاہ رہا ہوں کہ طے یہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر: انہیں آنا چاہئے تھا لیکن وہ نہیں آئے تو میں انہیں زبردستی تو نہیں لاسکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے تو صرف یہ بتایا ہے کہ طے ہوا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، آغاز کرتے ہیں اور آپ سب کو relevant رہنا چاہئے میں اس کی پر زور اپیل کروں گا۔ جی، بسراء صاحب!

بحث

اُرمار شل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے ایک ایسی بات کے لئے یہ وقت رکھا ہے کہ جسے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں جو ایک کاروباری ٹولہ آیا، جو سیاست میں گند پڑا، جو خرید و فروخت کا کاروبار ہوا، جو ضمیروں کی خرید و فروخت کا کاروبار ہوا۔ 1985 سے پہلے سیاست کے اندر یہ گند نہیں تھا، پیسوں سے خرید و فروخت نہیں تھی اور میں اصغر خان کو بھی یہاں پر credit دینا چاہتا ہوں کہ اللہ پاک انہیں صحت اور لمبی عمر دے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کے چہروں سے پردہ اٹھایا ہے، ایسے مکروہ چہرے سامنے آئے ہیں کہ جنہوں نے

پاکستان کی سیاست کو، پاکستان کی عوام کو اور پاکستان کے نام کو بدنام کیا۔ آج وہی لوگ ایک دفعہ پھر ہمیں لکچر دیتے ہیں کہ سیاست کے اندر غلاظت نہیں ہونی چاہئے، سیاست کے اندر کاروبار نہیں ہونا چاہئے، سیاست کے اندر یہ کاروباری ٹولے نہیں ہونے چاہئیں تو میں یہاں پر سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں لیکن بہتر ہوتا کہ جس طرح سپریم کورٹ نے سابق وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کے مقدمے میں اس کو take up کیا اور اس کے بعد ان کی نااہلی کے لئے الیکشن کمیشن کو بھیج دیا اور اسی طرح رحمن ملک صاحب کے کیس جس طرح ان کو take up کیا اور انہیں dual nationality کے اندر آئین کی شق 62 اور 63 کے تحت الیکشن کمیشن کو نااہلی کے لئے case بھیج دیا تو بہتر ہوتا کہ یہ مکروہ چہرے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیاست میں گند ڈالا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو سیاست کے نام پر دھبہ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستانی قوم کے ماتھے پر کلنک کاٹیکہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو صرف یہی نہیں بلکہ انہیں افلاح چوک میں پھانسی پر لٹکانا چاہئے جن لوگوں نے اس قوم کے پیسے سے فوج تک کو نہیں چھوڑا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے بتائیے کہ جن لوگوں نے فوج سے پیسے کھائے ہیں وہ کس طرح عوام کو بھشتے ہوں گے، وہ کس طرح ہماری قوم کے معصوم لوگوں کو چھوڑتے ہوں گے؟ ان کے جو double چہرے سامنے آئے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے پوائنٹ آف آرڈر کی آوازیں)

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو کچھ نہیں کہا اور ایسے ہی بات نہ کریں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے ان سب کا نام لیا ہے خواہ اس میں کوئی پاکستان پیپلز پارٹی کا ہے، خواہ اس میں کوئی مسلم لیگ (ن) کا ہے، خواہ کوئی جماعت اسلامی کا ہے، وہ سب کے سب جتنے بھی لوگ ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کی سیاست پر سیاہ دھبہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ایمان ہے، دین ہے اور نہ مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انہیں تو مسلمان بھی نہیں کہلوانا چاہئے۔ ان لوگوں نے جس طرح پیسے لئے ہیں تو میں صرف اس فیصلے کا operative part پڑھنا چاہتا ہوں جس کا پیرا نمبر 14 ہے جس کا میں صرف ایک short حصہ پڑھوں گا اور اس کے بعد میں آگے آؤں گا کہ:

Similarly legal proceedings shall be initiated against the politicians who collectively have received donation to spend on the election campaigns in the general election

of 1990. Therefore, transparent investigation on the criminal sides shall be initiated by the F.I.A against all of them and if sufficient evidences collected they shall be sent to face up the trial according to law.

جناب سپیکر! یہ وہ پیرا گراف ہے جس میں ایک پوری amount کا ذکر ہے۔ میں وہ بیان حلفی آپ کو دینا چاہتا ہوں اور آپ کو دے دوں گا جسے آپ table پر بھی رکھ دیں گے [*****]

[*****]

جناب سپیکر: یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں، کیا آپ کے پاس ریکارڈ ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس affidavit ہے۔

[*****]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار چودھری عبدالرزاق ڈھلوں، رانا محمد ارشد،

خلیل طاہر سندھو، چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) اور علی حیدر نور خان نیازی

کی طرف سے "کہاں لکھا ہے، ہم بات نہیں کرنے دیں گے" کی آوازیں)

MR SPEAKER: No such evidence. This is wrong. Please cut off this.

Order please.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب ان چوروں کو اپنی زبان چپ رکھنی چاہئے اور میرے خیال میں یہ چور مچائے شور ہے اور اگر یہ سچے ہیں تو [****]، ہماں پر آئیں اور قوم کو بتائیں کہ انہوں نے اس قوم کے پیسے کس طرح کھائے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: جو پیرا گراف آپ نے پڑھا ہے اس پیرا گراف میں کسی کا نام نہیں ہے اس لئے آپ نام لینے سے اجتناب کریں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

* حکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 152 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں لیکن

Without naming anybody. It does not look nice. Please don't do mud-slinging. It is not good for you Mr.! Don't do like this. Without naming you can proceed.
(Interruptions)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں نام ہیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں، اس میں نام نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس فیصلے کی کاپی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فیصلے میں ان کے نام نہیں ہیں۔ آپ نے کیا خاک فیصلہ پڑھا ہے، کیا آپ نے پڑھا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "علی بابا چالیس چوروں

کا یہ ٹولہ ہے، یہ جھوٹے لوگ ہیں، یہ ملک کے دو ٹکڑے کرنے والے ہیں،

یہ مداری تماشالگانے اور سینما میں ٹکٹیں فروخت کرنے والے ہیں" کی آوازیں)

بسراء صاحب اس فیصلے میں کسی کا نام نہیں ہے اس لئے جو نام لئے گئے ہیں ان کو expunge کریں۔ پیرا گراف 14 میں کسی کا نام نہیں ہے لہذا انہوں نے جو الفاظ کسی کے متعلق کہے ہیں وہ حذف کر دیئے جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "چور پچائے شور،

[*****] کی نعرہ بازی)

مربانی کر کے انہیں بات کرنے دیں اور آپ کو جواب دینے کا پورا حق ہے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، Order in the House میری بات سنیں، آپ انہیں بات کرنے دیں اور پھر اس کے بعد آپ ان کی بات کا جواب دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [*****]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ان کا اس فیصلے میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ (شور و غل)

Order please, order please, order in the House, order in the House please
میری بات سنیں۔ آپ ایسے نہ کریں بلکہ ان کی بات سنیں اور اس کا جواب دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔
میں اور بھی بات کر لوں (شور و غل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں بٹھائیں۔ (شور و غل)
جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟

Order please, order please. Order in the House.

دیکھیں، بسراء صاحب! آپ نے بحث کرنی ہے۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ House in order کریں۔ تاریخ
میں جس جس نے ڈاکے ڈالے ہیں، جس جس نے سیاست کو بدنام کیا ہے ان کے نام سامنے آنے
چاہئیں۔ (شور و غل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ
1988 کے غدار ہیں، یہ سازشی ٹولہ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بسراء صاحب کی بات سنیں اور پھر اس کا جواب relevant طریقے سے دیں۔ میں یہ
بھی بتا دوں کہ آج کی سرکاری کارروائی میں Introduction of Bills اور consideration
and passage of Bills بھی ہیں۔ اس پر بھی ہم نے کام کرنا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ House in order کیجئے۔
(شور و غل)

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ بات اچھی نہیں ہے۔

Order please, order please. Order in the House. Let him speak.

جو irrelevant بات ہوگی اس کو میں کارروائی کا حصہ نہیں بننے دوں گا۔ جی، بسراء صاحب!
چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کر رہا
تھامیہ میرے بھائی ہیں اگر میری کسی بات سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں معافی چاہتا ہوں۔
میں نے تو الفاظ یہ بولے ہیں کہ اس فیصلے کے ذریعے ہم سب کا بھلا ہوگا اور آنے والی نسلوں کا بھلا ہوگا۔
ہمیں اس فیصلے کی تحقیقات۔۔۔ (شور و غل)

میری عرض سن لیں اس کے بعد یہ جواب دے دیں۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، اُن کی ایک منٹ بات سن لیں۔ جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم بھائی جناب شوکت بسراء صاحب بار بار جنرل حمید گل کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ بار بار تحقیقات کا ذکر کر رہے ہیں۔ میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساڑھے چار سال سے حکومت میں ہیں، محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اسی جنرل حمید گل اور چودھری پرویز الہی کے بارے میں ایک letter لکھا تھا کہ یہ میرے قتل کی سازش میں شامل ہیں۔ انہوں نے ساڑھے چار سال میں اس جنرل حمید گل اور چودھری پرویز الہی کے خلاف کیا کارروائی کی؟ میں ان سے اس تحقیقات کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، یہ کس تحقیقات کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ جیہاں نہیں ہیں ان کے بارے میں ہم بات نہیں کر سکتے۔ یہ آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔ (شور و غل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا نیک کھلوائیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! میں آپ کا نیک کھلواتا ہوں۔ (شور و غل)

Order please, order please. Order in the House.

آپ ایک دوسرے سے بات نہ کریں۔ میں اجلاس آدھ گھنٹے کے لئے adjourn کرتا ہوں۔ بسراء صاحب! میں آپ کو اور ان صاحبان کو کہتا ہوں کہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کی گئی)

(آدھ گھنٹے کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 35 منٹ پر

کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) تشریف نہیں رکھتے؟

چودھری احسان الحق احسن نولائیا: جناب والا! وہ آرہے ہیں۔

جناب سپیکر: اصغر خان کیس پر عام بحث کے علاوہ ایجنڈے پر Introduction of Bills اور Consideration and Passage of Bills بھی موجود ہیں۔ چودھری شوکت محمود بسراء صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش صرف یہ کر رہا تھا کہ ایک تاریخی فیصلہ آیا ہے جس کی روشنی میں کم از کم وہ سیاست دان۔۔۔ چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ہتھ تے چھڈ دیو۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! تشریف رکھیں No interruption

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس فیصلے کی روشنی میں کم از کم وہ سیاستدان جو اس میں ملوث ہیں اب ان کے پاس اخلاقی طور پر، سیاسی طور پر اور نہ ہی قانونی طور پر کوئی جواز بچا ہے کہ وہ پاکستان کی سیاست میں حصہ لیں بلکہ اخلاقیات کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس دن یہ فیصلہ آیا تھا، جن جن لوگوں کے نام اس میں شامل ہیں وہ سیاست سے لاتعلقی کا اظہار کرتے۔ آج اگر ہمارے چیف منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما ہوتے تو بہت بہتر ہوتا۔ وہ ہماری یہاں پر بحث سننے اور میں نے اسی لئے کل بھی یہ مطالبہ کیا تھا کہ چونکہ اس کیس میں ان کے بڑے بھائی کا نام آیا ہے اور خود ان کا نام بھی اس لسٹ میں شامل ہے اس لئے وہ یہاں تشریف لائیں اور اگر اپنا وضاحتی بیان دیں کیونکہ وہ ایک بہت بڑی پارٹی کے قائد ہیں۔ یہاں پر آج جن لوگوں کے نام آئے ہیں، میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر ماحول کو اچھا رکھیں لیکن یہ اب نہیں ہو سکتا کہ آپ مال بھی ہڑپ کریں، آپ لوگوں سے مال بھی کھائیں، پیسے بھی کھائیں، پھر سیاست کا نام لے کر لوگوں کو پاگل بھی بنائیں اور یہ بھی کہیں کہ ہم سیاست عبادت کے لئے کرتے ہیں۔ ان تمام مکروہ چسروں کو بے نقاب کیا جائے۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہمیں ایف آئی اے پر اعتماد نہیں ہے، یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ ہم عدلیہ پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے بعد اگلے دن ہی قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ بیان آیا کہ ہم ایف آئی اے پر اعتماد نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی اسمبلی کی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ۔۔۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں ان کی صرف اسی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ تشریف رکھیں۔ میں اپنی بات ختم کرنے لگا ہوں اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب والا! میرے قائد محترم فرما چکے ہیں کہ وہ ایف آئی اے سے تعاون کے لئے تیار ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ طے پایا تھا کہ کسی کو interrupt نہیں کیا جائے گا لیکن اب یہ درمیان میں بول پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بھی ذرا احتیاط سے کام لیں۔ مہربانی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس تمنا کے ساتھ wind up کر رہا ہوں کہ وہ سیاستدان، وہ لوگ جنہوں نے ان سیاسی کارکنوں کو بدنام کیا ہے اور جنہوں نے پاکستان کی سیاست کو بدنام کیا ہے اور جنہوں نے پاکستان کے نام کو بدنام کیا ہے۔ سیاست جو کہ عبادت ہے لیکن انہوں نے اس کو کاروبار اور ٹھیکیداری کے نام پر تبدیل کیا، وہ سیاستدان جو اس گھناؤنے کاروبار میں شامل ہیں، وہ مکروہ چہرے جنہوں نے فوج والوں سے پیسے لئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی مطالبہ کیا تھا کہ ان کا اس الیکشن سے پہلے اور میں سپریم کورٹ سے بھی یہ مطالبہ کروں گا کہ فی الفور تفصیلی فیصلہ جاری کیا جائے تاکہ اس کی روشنی میں آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پڑھ کر اجازت لوں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے علاوہ سب کو پتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سن لیں (f) 62 میں ہے کہ:

He is sagacious, righteous, non profligate honest

ذرا سن لیجئے یہ بڑا important ہے۔

He is sagacious, righteous, non profligate, honest and

"Amen", there being no declaration to the contrary by a

court of law.

جس نے مال کھایا ہے، پیسے کھائے ہیں اور جنہوں نے بریف کیس کے بریف کیس لئے ہیں وہ کس طرح امین ہو سکتے ہیں؟ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ:

مجھ سے میرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو

[*****]

شکریہ

جناب سپیکر: انہوں نے جو آخری الفاظ کہے ہیں ان کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔ آپ کو اجازت نہیں ہے اگر اس سے آگے بڑھیں گے تو پھر معاملہ خراب ہو گا۔ آپ کی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔ انہوں نے ایف آئی اے سے انوائری کی بات کی ہے میں ایک منٹ میں بات ختم کروں گا میرے قائد میاں محمد نواز شریف categorically, clear cut کہہ چکے ہیں کہ ہمیں پاکستان کے اداروں پر اعتبار ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت ضرور بولیں۔ ابھی تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنوں گا۔ آپ جتنا مرضی بات کر لینا، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! relevant رہنا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ سیمیل کامران: جناب سپیکر! ساری پارٹیوں کو موقع ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کو کس نے اٹھایا ہے؟ آپ ایسے نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order in the House, order in the House, order in the House.

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ شمیمہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمیں بھی موقع ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: No. You are not allowed. آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ اس کو مذاق نہ بنائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولائیا: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جب انسانی انقلاب مکمل ہوا تو حضرت نبی مہربان کا خطبہ حجۃ الوداع وہ آخری خطبہ مبارک ہے جو امت مسلمہ کے لئے ایک سند کا درجہ رکھتا ہے اس کے اندر آپ نبی مہربان نے فرمایا "تم سے پہلی قوم میں اس لئے تباہ و برباد ہوئیں کہ جب کوئی بڑا فرد جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور جب کوئی چھوٹے لوگ چھوٹے جرم کرتے تھے تو ان کو ان کے جرائم کی نسبت کئی گنا زیادہ سزائیں دی جاتی تھیں اور یاد رکھنا اللہ کے نزدیک عدل و انصاف کو چھوڑ کر تم کبھی دنیا اور آخرت کے اندر فلاح نہیں پاسکو گے۔"

جناب سپیکر! اس خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں 1990 کے الیکشن میں جس کو عدالت نے موضوع گفتگو بنایا کہ

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): سکھوں کی لسٹیں اس سلطان نے نہیں دی تھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میاں محمد شہباز شریف استعفیٰ دے کر شامل تفتیش ہوں۔ وہ وزیر اعلیٰ انہیں ہیں۔ وہ امین ہیں نہ خائن ہیں۔ وہ استعفیٰ دے کر شامل تفتیش ہوں۔ جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں۔ اس ایوان نے ان کو بنایا ہے، اس ایوان نے ان کو چنا ہے۔

I will take action against them

چودھری احسان الحق احسن نولائیا: جناب سپیکر! یہ آغاز ادھر سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو ختم کریں۔ Order in the House. Order in the House.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وزیر اعلیٰ استعفیٰ دیں۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): بسراء صاحب منہ بند کریں۔

MR SPEAKER: You are not allowed to speak. You may quit now.

You have to leave now. You have to leave now.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): سکھوں کی لسٹیں کس نے دی تھیں؟

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): [*****]

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے چور چائے شور کی نعرہ بازی)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): ہم ڈاکو ہیں، نہ ڈاکوؤں کے پیروکار ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ حدود سے تجاوز نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

Order please. Order please. Order in the House

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔

محترمہ شمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بندہ floor پر گالیاں دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیسے اندر آئے ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: ڈرتے ہیں بندو قوں والے ایک نہتی لڑکی سے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): بے نظیر کے قاتلوں کو گرفتار کرو۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [*****]

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): [*****]

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ غلط قسم کے الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔

آپ تشریف رکھیں گے؟ آپ تشریف نہیں رکھنا چاہتے؟ آپ کی مہربانی

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان کو آغاز نہیں کرنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: آپ شروع کریں۔

* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! دو منٹ پہلے آپ کے چیئرمین کے اندر بیٹھ کر یہ طے ہوا تھا کہ جو ممبر بھی تقریر کرے گا وہ دوسروں کی لیڈرشپ پر کوئی بات نہیں کرے گا۔ میں نے اپنی تقریر کے اندر کوئی ایسا لفظ نہیں کہا جس کے اندر میں نے مسلم لیگ (ن) کی لیڈرشپ پر کوئی بات کی ہو۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیں۔ جناب سپیکر: جی، آپ جواب دیں گے اور جواب دینے کا حق آپ کے پاس ہے لیکن میں ابھی آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ جب ان کی باری ختم ہوگی تو پھر اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جی، ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! چودھری عبدالغفور نے ماحول خراب کیا ہے۔ میں بات کر رہا تھا کہ باوجود اس کے بیس پچیس سالہ تاریخ کے اندر پیپلز پارٹی کے ساتھ عدلیہ کا رویہ کوئی مناسب نہیں رہا، 1979 کے اندر ہمارے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کو ایک جھوٹے مقدمے میں پھانسی دی گئی جس پر خود عدلیہ اور 99 فیصد سیاسی ورکروں نے یہ کہا کہ اس کیس کے اندر زیادتی کی گئی ہے باوجود اس کے 58(2)b کے تحت جب چار حکومتوں کو dissolve کیا گیا، دو حکومتیں پیپلز پارٹی کی اور دو حکومتیں مسلم لیگ (ن) کی تھیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ چاروں حکومتوں کو ایک ہی list of allegation پر فارغ کیا گیا لیکن ستم ظریفی دیکھئے کہ مسلم لیگ کی دونوں حکومتوں کو بحال کر دیا گیا اور پیپلز پارٹی کی دونوں حکومتوں کو بحال نہ کیا گیا۔ تاریخ کے اس ستم کے باوجود ہم نے عدلیہ کا احترام کیا اور بیس سالوں تک عدلیہ کے خلاف کوئی لفظ نہیں بولا۔ تاریخ گواہ ہے کہ عدلیہ کے اندر مسلم لیگ (ن) کے خلاف صرف دو فیصلے آئے ہیں جسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "تھوڑی جی پیتی اے تے چچ گیا شور اے"۔

جناب سپیکر! ایک وہ وقت تھا کہ پوری چالیس سالہ تاریخ کے اندر جب پیپلز پارٹی کے خلاف عدلیہ فیصلے دیتی رہی تو ہم سر تسلیم خم کرتے رہے اور جب ایک دفعہ اُس وقت مسلم لیگ (ن) کے وزیر اعظم کو سپریم کورٹ نے بلایا تو کارکنوں کو بھیج کر سپریم کورٹ پر حملے کرائے گئے۔ عدلیہ اور تاریخ کے اندر وہ فیصلے موجود ہیں کہ اس حملہ کرنے کی پاداش میں مسلم لیگ (ن) کے ورکروں کو conviction ہوئی اور سزائیں دی گئیں۔

جناب سپیکر! یہ دوسرا فیصلہ ہے کہ جس کے اندر عدلیہ نے یہ بات کہی ہے کہ 1990 کے ایکشن میں پیسے تقسیم کئے گئے تھے، عوام کے mandate کو چوری کیا گیا تھا اور Intelligence

Agencies نے اپنا role play کیا تھا۔ اس فیصلے کے اندر تین جگہوں پر ایک بات لکھی ہوئی ہے۔ میں اپنے قابل احترام سیاسی ورکروں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کیا لکھا ہوا ہے؟ سپریم کورٹ نے تین جگہوں پر ایک بات کی ہے۔ "It has also been established." یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ آگے معزز court یہ لکھتی ہے کہ اُس وقت کے صدر پاکستان غلام اسحاق خان، چیف آف آرمی سٹاف اور ڈی جی، آئی ایس آئی کے حوالے سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے یہ تمام malpractices کی ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ کی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس مختصر فیصلے کے اندر میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نام نہیں لکھا ہوا۔ میں معزز وزیر قانون کی اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جو لوگ 1990 کے ایکشن میں اس جرم کے beneficiaries تھے ان میں سے کافی لوگ مسلم لیگ (ق) اور شاید چند ایک پیپلز پارٹی میں بھی آچکے ہیں لیکن ہمارا مطالبہ تو سُن لیجئے کہ ہم کہنا کیا چاہتے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ جرم سے نفرت کی جائے مجرم سے نہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اُس وقت آرمی کے اندر موجود جن لوگوں نے یہ جرم کیا تھا ان کے خلاف ایکشن ہو۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اُس وقت ایم آئی، آئی ایس آئی اور آئی بی کے اندر موجود جن لوگوں نے یہ جرم کیا تھا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ہم مجرم سے نہیں بلکہ جرم سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم 1990 کے اس عمل کی بنیاد پر کسی کو بھی آئی بی، آئی ایس آئی، ایم آئی اور افواج پاکستان کو برا نہیں کہنے دیں گے۔ مویشی چوری کرنے والے کو شاید دو فیصد حصہ ملتا ہو لیکن اس مویشی کا beneficiary اصل میں گاؤں کا وہ لمبردار ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ تین بھینسیں کھول کر لے آؤ۔ اب جو کھول کر لاتا ہے آپ اس کو مجرم کہتے ہیں اور جس کے ڈیرے سے تینوں بھینسیں برآمد ہوئی ہیں، ان کا جو دودھ پی رہا ہے اور اس کا جو اصل beneficiary ہے رانا ثناء اللہ اس کو بے گناہ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن آج تاریخ پوچھنا چاہتی ہے کہ 1990 کا جرم جن جن افراد نے کیا تھا ان کے نام سامنے لائے جائیں۔ میں اسلم بیگ کا نام لینا چاہتا ہوں آرمی کا نہیں، میں اسد درانی کا نام لینا چاہتا ہوں آئی ایس آئی کا اور نہ ہی میں آئی بی کا نام لینا چاہتا ہوں۔ یہ ایف آئی آر افراد کے خلاف ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ افراد کے خلاف ہے لیکن بتائیے کہ اس جرم کے نتیجے میں کون لوگ beneficiaries تھے اور کن لوگوں نے حکومت کے اقتدار کے مزے لوٹے تھے؟ آج میں تاریخ کی ایک اور وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ اس فیصلے کے اندر complainant شیخ خضر حیات ہے۔ یہ کون ہیں؟ یہ وہ ہیں جو کہ تین مرتبہ جماعت اسلامی کے ٹکٹ پر امیدوار رہے ہیں۔ وہ اس مقدمہ

کے complainant ہیں۔ 1990 کے اس جرم کی صورت میں جو لوگ اقتدار میں آئے تھے اس میں کون کون سی جماعت شامل تھی؟ اس میں مسلم لیگ (ن)، جماعت اسلامی اور آئی جے آئی شامل تھی تو 1990 کے اس جرم کے جو لوگ beneficiaries ہیں وہ اس writ کے complainant کے طور پر بھی پیش ہوئے ہیں اور یہی وہ بات ہے جو محترمہ پروین شاکر نے کہی تھی کہ:

ظلم جب بول اٹھے اپنے گواہوں کے خلاف
قاضی شہر کچھ اسباب میں ارشاد کرے

جناب سپیکر! سپریم کورٹ نے یہ کہا کہ اس جرم کے مجرموں کو investigation کے لئے ایف آئی اے کے حوالے کیا جائے۔ اگر وزیر قانون کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے اس پیرا گراف کا پتا نہیں تو میں ان کو بتا سکتا ہوں۔ جب یہ فیصلہ آیا تو قابل احترام میاں محمد نواز شریف نے یہ کہا کہ ایف آئی اے کو تحقیقات کرنی چاہئیں۔ میں ان کی اس بات کو welcome کرتا ہوں۔ اگر میاں صاحب کہتے ہیں کہ ایف آئی اے کو inquiries کرنی چاہئیں تو پھر صوبائی حکومت اس لئے چھوڑ دینی چاہئے تاکہ یہ تحقیقات پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ صوبے میں ان کے پاس عوام کا mandate نہیں ہے بلکہ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اگر سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ایف آئی اے تحقیقات کرے اور میاں محمد نواز شریف نے اس کو تسلیم کیا ہے تو پھر جب تک یہ تحقیقات مکمل نہیں ہوتیں اس وقت تک میاں محمد شہباز شریف صوبائی حکومت چھوڑ دیں تاکہ وہ اس investigation پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ میرا ایک اور مطالبہ بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر! اگر تحقیقات ایف آئی اے نے کرنی ہیں تو پھر اس سے میاں محمد شہباز شریف یا حکومت پنجاب کا کیا تعلق ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولائیا: جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے یہ کہا کہ وہ لوگ جو 1990 کے الیکشن کے beneficiary تھے فلاں فلاں پارٹی کے اندر ہیں۔ محترمہ عابدہ حسین نے تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ میں تمام رقم سود کے ساتھ واپس کرنا چاہتی ہوں تو پھر قابل احترام میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو یہ کہتے ہوئے کیوں عار محسوس ہوتی ہے اور جو major beneficiary ہے وہ کیوں hesitation کا شکار ہے؟ میاں محمد نواز شریف نے 1990 کے الیکشن کے نتیجے میں directly پاکستان کی قیادت کو enjoy کیا ہے اور ان کے بھائی وائیں صاحب کو وزیر اعلیٰ بنا کر indirectly پورے

صوبے کے سیاہ و سفید کے مالک بنے رہے ہیں تو پھر ان کے اندر یہ اخلاقی جرأت کیوں نہیں ہے؟ وہ کہاں آ کر اعلان کریں کہ ہم 1990 کے fake الیکشن کے beneficiaries ہیں، ہماری انوسٹی گیشن ہو رہی ہے لہذا ہم اخلاقی طور پر resign کر دینا چاہتے ہیں۔ مجھے یونس حبیب کی وہ statement یاد آتی ہے جس کے اندر انہوں نے کہا کہ میں نے personally ان دونوں بھائیوں کو payment کی ہے۔ سپریم کورٹ کا یہ مختصر فیصلہ ہے ابھی اس پر نوے یا ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تفصیلی فیصلہ آئے گا۔ آپ یقین کیجئے کہ دنیا کے اندر چاہے Greek Law ہو، اسلامی قانون ہو یا پاکستان کا قانون ہر ایک کے تحت چور کے ساتھ ساتھ اس کا beneficiary بھی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ جب 2008 میں پنجاب کے اندر مسلم لیگ (ن) کی حکومت بنی تو عوام کی بہت سی خواہشات ان کے ساتھ وابستہ تھیں لیکن آج ساڑھے چار سال بعد اس مسلم لیگ (ن) کے industrial ٹولے نے اس قوم کو کیا دیا ہے؟ میں بتانا چاہتا ہوں اور ایک شاعر نے اس حوالے سے کہا ہے کہ:

سُنا تھا جشن ہوگا اور گھر گھر روشنی ہوگی
نہیں معلوم یہ تقریب کب تک ملتوی ہوگی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی تولوں مگر یہ خود کشی ہوگی

ان کے قائد میاں محمد شہباز شریف کے لئے ایک شعر عرض ہے کہ:

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہوگی، نہ ہم سے پیروی ہوگی
بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ

ہم کچھ یوں اپنے ہونے کا اعتراف کرتے رہے

گرد چسے پہ تھی اور آئینہ صاف کرتے رہے

جناب سپیکر! یہاں پر ایف آئی اے کی انوسٹی گیشن کی بات ہوئی ہے تو اُس کے لئے میرے

قائد کہہ چکے ہیں کہ ہاں! ہمیں اپنے ملک کے ان اداروں پر trust ہے، ہم ایف آئی اے کے پاس جانے

کے لئے تیار ہیں، اگر کسی کے پاس کوئی evidence ہے تو لے کر آئے۔ ہمیں آج بھی اپنے ان اداروں پر

اعتماد ہے لیکن انہیں ایف آئی اے پر اعتماد نہیں ہے۔ اگر انہیں اپنے اداروں پر اعتماد ہوتا تو پھر محترمہ

شہید کے قتل کی انوسٹی گیشن ایف آئی اے کی بجائے بیرون ملک کی کسی ایجنسی سے نہ کرائی جاتی۔

جناب سپیکر! میرے بھائی شوکت محمود بسرا نے کہا کہ پتا نہیں مسلم لیگ کس میں گھری ہوئی

ہے میں اُن سے بڑے باادب طریقے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ نہیں گھری ہوئی، مسلم لیگ

میاں محمد نواز شریف کی چھتری کے نیچے اللہ کے فضل سے متحد ہے۔ اگر آج میں آپ سے پوچھوں کہ

پاکستان پیپلز پارٹی کن میں گھری ہوئی ہے، یہ منظور و ٹوکون تھا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکرز کے منہ

پر اس سے بڑا کوئی طمانچہ نہیں ہے کہ جو اُس کو پنجاب کا صدر بنایا گیا؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری جماعت متحد ہے۔ انہوں

نے میری جماعت کی بات کی ہے تو میں نے اُس کا جواب دیا ہے۔ [*****]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شدید نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اب وقت آگیا ہے کہ:

انسان کو تو سبھی انسان کہتے ہیں

پر آدم خور کو تو آدم خور کہیں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کو کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میری قیادت نے کسی پر کوئی انگلی نہیں اٹھائی۔ یہ خود اپنے گریبان میں جھا نکھیں کہ ہندوستان سے دوستی کے مزے کس نے لوٹے تھے، خالصتان کے سکھوں کی لسٹیں کس نے کس کو پہنچائی تھیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پلے کارڈ اٹھا کر نعرہ بازی کرتے رہے)

MR. SPEAKER: Order please. No comments. No comments.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ 1990 میں beneficiary کون تھا، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ محترمہ شہید کے قتل اور اُن کی موت کا beneficiary کون ہے؟ اب اس کا بھی حساب ہونا چاہئے۔ پوری قوم یہ جانتی ہے کہ محترمہ کا قاتل کون ہے؟ اس ملک اور قوم کے ساتھ جس نے زیادتیاں و ظلم کئے اور اس ملک میں جس جس نے گمراہی لگائے اب اُن کے حساب کا وقت آ گیا ہے۔ اب سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کوئی صدر، President House میں بیٹھ کر سیاست نہیں کر سکتا، اب President House میں سیاسی اکھاڑا نہیں لگ سکتا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف

ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! کون نہیں جانتا کہ بے نظیر کا قاتل کون ہے؟

سارا ہی شہر اس کے جنازے میں تھا شریک
تنہائیوں کے خوف سے جو شخص مر گیا
بڑے ظالم ہیں تیرے شہر کے لوگ
قتل کر کے پوچھ رہے ہیں یہ جنازہ کس کا ہے

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں

سے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اب اس ملک میں عدلیہ آزاد ہے۔ اس ملک میں کس نے کیا جرم کیا ہے، کس نے کس کو لوٹا ہے، این ایل سی سکینڈل سے لے کر ایف ڈیرین کیس تک، ریٹیل پاور سے لے کر سٹیٹ ملز تک، جس جس نے اس ملک کو لوٹا ہے اب یہ فیصلہ ہونا ہے۔ کوئی بھی چور شور مچا کر اب بچ نہیں سکتا کیونکہ آج پاکستان میں عدلیہ آزاد ہے۔ اب یہ بچ نہیں سکیں گے اور انہیں یہ سب کچھ بھگتنا پڑے گا۔ یہ پرویز مشرف کی باقیات اُس کے نقش قدم پر چل کر اس قوم پر ڈرون اٹیک کروانے والے آج اس ملک کو کس طرح لوٹ رہی ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف کی

ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: Order please. Order please. چودھری صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اب یہاں پر یہ بات ہونی ہے اور یہ بات کرنے سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا کے اندر ہر شخص یہ جانتا ہے کہ لٹیرا کون ہے اور کس نے اس ملک کو لوٹا ہے۔ پوری دنیا یہ جانتی ہے کہ آصف زرداری دورے پر باہر جاتا ہے تو انگلینڈ کے اخبار لکھتے ہیں اپنے وزیر اعظم کو مشورہ دیتے ہیں کہ اس سے ہاتھ ملانے کے بعد اپنی انگلیاں اچھی طرح گن لینا کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے ہاتھ کی انگلیاں اپنے ساتھ لے جائے۔ یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں، کس طرح بات کرتے ہیں اور میاں محمد نواز شریف پر کیسے انگلیاں اٹھاتے ہیں جنہوں نے اس ملک کو ایٹمی طاقت بنایا، جنہوں نے پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیا۔ چور اور لٹیرے کون ہیں؟ یہ سویٹزر لینڈ کے لوگ بھی جانتے ہیں کیونکہ سویٹزر لینڈ کے بینک ان لٹیروں کی لوٹ مار سے بھرے پڑے ہیں۔ اب یہ establish ہو چکا ہے کہ بے نظیر کا قتل کس نے کیا، کیوں کیا اور اس کا beneficiary کون ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بے نظیر بھٹو کی میراث ان کے ہاتھ میں آگئی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شور مچائے شور" اور

"بی بی ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: No comments. No comments. Don't be personal. Be wise, be wise, be wise. Don't do so.

ملک امین ڈوگر صاحب! (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"کیپٹن صفدر شیراے باقی ہیر پھیراے" کی نعرہ بازی)

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسی بات نہ کریں۔ ملک عامر ڈوگر صاحب! (قطع کلامیاں)

Order please. Order in the House. I say order in the House.

ملک محمد عامر ڈوگر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"کیپٹن صفدر شیراے باقی ہیر پھیراے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: ملک محمد عامر ڈوگر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گوشہ باز گو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جئے بھٹوتے رج کے لٹو" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order in the House. I say order in the House.

ملک محمد عامر ڈوگر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گوشہ باز گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ ان کو بولنے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! موت کے کنوئیں میں ناچنے والے وزیر کی تقریر حذف کی جائے۔

جناب سپیکر: No! آپ personal comments نہ دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ملک عامر ڈوگر

صاحب! بات کریں نہیں تو میں اس موضوع پر بحث بند کر دوں گا۔ I tell you. This is a

warning for you آپ تشریف رکھیں۔ آپ ماحول کو خراب نہ کریں۔ میں نے ڈوگر صاحب کو floor دیا ہے۔ جی، ڈوگر صاحب! ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس اہم موقع پر اصغر خان کیس پر مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! ابھی آپ کے چیمبر میں ایک بات طے ہوئی تھی کہ ہمارے ممبران تقاریر کریں گے اور اس کے بعد حکومت کی طرف سے جواب آجائے گا۔ چودھری غفور صاحب نے پھر ایوان کا ماحول خراب کیا اور وہ گفتگو کی جو ان کو زیب نہیں دیتی یا Parliamentarians کو زیب نہیں دیتی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دیا ہے۔ ان کو بات کرنے دیں۔ جی، ڈوگر صاحب! ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک صفحہ پھر پلٹا ہے۔ میں اپنی بات سے پہلے اپنی لیڈر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اصغر خان کیس کے فیصلہ آنے کے بعد خراج عقیدت اس شعر میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

میرے چارہ گر کو نوید ہو صف دشمنان کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 1990 میں اسلامی جمہوری اتحاد بنایا گیا اور اس کے جو بھی beneficiaries تھے، اس میں جو بھی کردار تھے میں آج کے اس ایوان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کرداروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

یہ تو چور چپائے شور والی بات ہے۔ ابھی تو investigation ہونی ہے اور پتا نہیں میرے دوستوں اور بھائیوں کو کیا تکلیف ہے اور انہوں نے نااہل ہونا ہے۔ میں آج اس ایوان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کو ایسی سزا ملنی چاہئے کہ یہ ساری زندگی کے لئے نااہل ہوں۔ آج تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے اس لئے سیاستدان، جرنیل اور اس میں شامل تمام کرداروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ یہ آج شور کر کے عوام کو بیوقوف نہیں بنا سکتے کیونکہ عوام جان چکی ہے کہ محترمہ جو کستی تھیں صحیح کستی تھیں کہ یہاں mandate چرایا گیا ہے۔ اسلامی جمہوری اتحاد بنا کر ڈاکا ڈالا گیا تھا جس کے نتیجے میں جو حکومتیں بنیں اور جو وزیر اعظم بنے ان سب کو سزا ملنی چاہئے۔ آج کی اس حکومت کو اخلاقاً مستعفی ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! 1970 میں شفاف الیکشن ہوا تھا اور اس کے بعد آج صدر آصف علی زرداری اور وفاقی حکومت کا یہ وعدہ ہے کہ انشاء اللہ ہم قوم کو 2013 کا صاف اور شفاف الیکشن دیں گے۔ یہ پیپلز پارٹی کا وعدہ ہے۔ اس دوران جتنے الیکشن ہوئے اس میں پیپلز پارٹی کو ہرانے کے لئے اسجینسیوں کے ذریعے پیسہ دیا گیا۔ آج پھر وقت نے ثابت کیا ہے اور حالیہ دنوں میں چیف جسٹس اور چیف آرمی کے بیانات سے بھی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وقت نے ایک بار پھر کروٹ لی ہے اور وہ ٹرانیکا نے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کر کے یہ ثابت کر دیا کہ سیاستدانوں پر ہمیشہ جب بھی شب خون مارا گیا تو یہ لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ آج ہمیں اس Parliament کو، اس ایوان کو اس نکتے پر اکٹھا ہونا چاہئے کہ Parliament supreme ہے اور عوامی نمائندوں کا سب سے پہلے احترام ہونا چاہئے۔ آج ہم Parliamentarians کو پچھلے گناہوں پر معافی مانگنی چاہئے اور آگے کے لئے ہمیں اکٹھا ہو کر یہ ثابت کرنا چاہئے کہ اگر Parliament ہے تو اس ملک میں جمہوریت ہے اگر Parliament ہے تو اس ملک میں خوشحالی ہے اور اس ملک کے اندر ترقی کا پھیلا چلے گا۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ FIA کو یہ نہیں مانتے تو میاں محمد شہباز شریف صاحب کی کچھ بات ہوتی ہے اور چودھری نثار صاحب کی کچھ بات ہوتی ہے۔ آج پنجاب حکومت stay پر چل رہی ہے تو ہم عدلیہ سے یہ بھی مطالبہ کریں گے کہ جہاں بہت عرصہ کے بعد اصغر خان کیس کا فیصلہ آیا ہے تو پنجاب حکومت کے stay کا فیصلہ بھی آئے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ حکومت غیر قانونی ہے اور اسے مستعفی ہونا چاہئے۔ آج پھر افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ بنگلہ دیش ماڈل کی حکومت بننے جا رہی ہے۔ اس ملک میں خدا نخواستہ مارشل لاء آ رہا ہے تو یہاں Press کا بھی بہت بڑا کردار ہے۔ میں میڈیا کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آج اس فورم پر عوام کو یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے ہمیشہ جمہوریت کی بحالی کے لئے خدمات سرانجام دیں اور قربانیاں دیں اس لئے آج پیپلز پارٹی یہ نہیں چاہے گی کہ کوئی ڈکٹیٹر اگر Parliament کو توڑے اور پھر کوئی شب خون مارے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں چاہوں گا کہ ہماری اس گفتگو کو ایک قرارداد کی شکل بنا کر اسمبلی سے منظور کرایا جائے تاکہ ایک document بنے اور یہ سیاسی تاریخ کا حصہ بنے کہ اصغر خان کیس میں جن جن لوگوں نے بھی benefit لیا ہے ان کو سزا ملنی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ مجھ سے پہلے میرے محترم بھائی نولائیٹا صاحب اور عامر ڈوگر صاحب بات کر رہے تھے۔ یہ اخلاقیات کی باتیں کر رہے تھے، یہ جرم اور beneficiaries سے نفرت کی بات کر رہے تھے۔ میرے بھائی نے شہید محترم بے نظیر بھٹو صاحبہ کو خراج عقیدت پیش کیا تو میں بھی انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور میں پیپلز پارٹی کو بھی خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! انہوں نے اس وقت کے آئی ایس آئی کے ڈی جی جنرل درانی کو خراج تحسین

پیش کرنے کے لئے سفیر بنایا اور اس وقت کے آرمی چیف مرزا اسلم بیگ کو تمغہ جمہوریت دیا۔

جناب سپیکر: This is no point of order جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جو حالات اس وقت سیاسی فضا میں ہیں وہ عمیق تر ہیں۔ آج یہاں ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے پیش نظر political maturity کیا ہے اور آج سیاسی کلچر کہاں سے کہاں چلا گیا ہے، کیا آج بھی ہم یہاں ایک دوسرے کو صرف گالی گلوچ دینے کے لئے کھڑے ہیں یا اب ہم پنپ کر کچھ بڑے ہو گئے ہیں یا کیا ہم گھٹنوں سے اٹھ کر پیروں پر کھڑے ہو گئے ہیں؟ میری دعا یہ ہے کہ آج کی اس بحث اور ایک دوسرے کی باتوں کو سننے اور ایک دوسرے کی کمیوں کو تاہیوں کو بیان کرنے کے بعد خندہ پیشانی سے وہ وقت آگیا ہے جب سیاسی ادارے اپنی عزت دنیا سے چھینیں نہ کہ اپنے آپ کو مزید بے عزت اور downfall کی طرف جائیں۔ آج سوچنے کا وقت ہے مگر چھیننے چلانے کا وقت نہ ہے۔ میں Chair کے اس فیصلے کو uphold کرتی ہوں کہ اس اسمبلی میں یہ موقع فراہم کیا گیا ہے کہ اگر ایک فیصلہ آیا ہے تو ہر کوئی اپنا احتساب کرے۔ میری ذاتی طور پر ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے دس سال sitting in the Assembly کے بعد صرف ایک خواہش ہے اور وہ خواہش یہ ہے کہ جو یہاں پر ہو رہا ہے ختم ہو جائے۔ اگر چند مجرم انصاف کے کٹسرے میں آکر سزا پا لیں گے اور ہم یہاں بیٹھ کر خود احتسابی کریں گے تو یہی آج کی جیت ہوگی لہذا ہمیں ہر صورت political institutions کی طاقت کو لے کر democratically آگے چلانا ہے۔ اگر ہم آج بھی

کمزور پڑ گئے اور بدلے بازی اور گالیاں دے کر یہاں سے اٹھ گئے تو اس سے برا وقت کبھی بھی نہ آئے گا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج ہمیں بڑا معتبر ہو کر اور سوچ سمجھ کر یہاں سے اٹھنا ہے تاکہ کوئی بھی ادارہ political institution کو کنٹرول نہ کر سکے۔ کسی کی جرأت نہ ہو کہ مارشل لاء کیا، میڈیالا کیا یعنی کسی بھی قسم کا مارشل لاء یہاں پر نہ آئے اور ہم اپنے آپ میں مضبوط ہوں۔ میری ہر سپیکر سے استدعا ہے کہ ایک دوسرے پر point scoring اور mud-slinging کرنے کی بجائے دوسرے اداروں سے سیکھیں۔ رکشا والوں کی ہی ایک تنظیم سے سیکھ لیں کہ اپنے آپ کو گالی مت دو، صرف correction کرو، احتساب کرو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ شمیمہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کی باری نہیں ہے۔ جی، سندھو صاحب!

محترمہ شمیمہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ نے باریاں باندھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: سب اپنی باری پر آئیں گے۔ آپ کا نام ابھی میرے پاس نہیں ہے۔

محترمہ زرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میری بھی باری ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا نام میرے پاس ہے لیکن بعد میں باری آئے گی۔

محترمہ شمیمہ خاور حیات: جناب سپیکر! کیا ناموں کے بغیر ہمیں اختیار نہیں ہے کہ ہم آپ سے بات کر سکیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اُس وقت یہاں پر تشریف فرما نہیں تھیں جب میں نے announcement کی تھی کہ جن صاحبان نے اس بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام لکھوادیں۔ ابھی میرے پاس آپ کا نام نہیں ہے۔

محترمہ شمیمہ خاور حیات: میں آپ سے request کرتی ہوں کہ جب یہ بول لیں تو مجھے صرف ایک منٹ بولنے کے لئے دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں دیکھتا ہوں اور accommodate کرنے کی کوشش کروں گا۔

محترمہ شمیمہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں اس لئے مجھے ایک منٹ دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، میں بعد میں ٹائم دے دوں گا۔ بحث کو wind up کرنا صاحب کریں گے۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ

یہ نہ سمجھو تیری حکومت کے سائے تلے ہیں
یہ گھر تو پہلے بھی کئی بار جلے ہیں
ان کا دعویٰ ہے کہ بیاباں کو سنوارا ہم نے
ان سے پوچھو گلشن کو اجاڑا کس نے

جناب سپیکر! میرے خیال میں سپریم کورٹ کا جو interim order آیا ہے خاص طور پر اپوزیشن کی طرف سے میرے وکلاء بھائیوں نے پڑھا نہیں ہے اور پورے فسانے میں کہیں ذکر نہیں ہے جس بات کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ اگر بات نکلے گی تو بہت دُور تک جائے گی پھر ہمیں اس تاریخی حقیقت سے بھی پردہ اٹھانا پڑے گا جو 1977 میں اُس وقت کے وزیر اعظم نے خود یہ تسلیم کیا تھا کہ اس نے 57 سیٹوں پر دھاندلی کروائی ہے اور جب قومی اتحاد کے ساتھ مذاکرات ہوئے تو اس بات کو تسلیم کر لیا گیا کہ میں ان 57 سیٹوں پر دوبارہ الیکشن کروانے کے لئے تیار ہوں اور پھر چاروں گورنر بالخصوص چاروں وزرائے اعلیٰ کو بلا مقابلہ منتخب کروالیا گیا۔ اگر بات ہوئی تو اس سے بھی پیچھے جائے گی کہ جب بنگلہ دیش کا سانحہ ہوا کہ کس طرح سے اُس وقت کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے دوسرے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے ساتھ مل کر یہ سب کچھ کیا اور وہ کون سی پراسرار وجوہات تھیں جن کی وجہ سے ملک دو ٹکڑے ہو گیا جس کو دو قومی نظریے کے بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا؟

اکثر دھوکا دے جانے والے نیکوں ویکھے جاچے لوگ
سانوں آ کے راہوں دس اپنے گھروں گواچے لوگ

جناب سپیکر! اگر یہ بات یہاں سے نکلے گی تو پھر آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے محترمہ شمیمہ خاور حیات کے بھٹو کے خون کے ساتھ بے وفائی بھی کی ہے کہ محترمہ شمیمہ خاور حیات نے اپنے اُن قاتلوں کے نام اپنی

کتاب میں دیئے تھے جن کو آج بڑے بڑے عمدوں سے نوازا گیا ہے۔ ابھی اگر یہ اصغر خان کیس کے بارے میں بات کرتے ہیں تو interim order آیا ہے جس کے لئے ہم تیار ہیں۔ (قطع کلامیوں)

محترمہ شمیمہ خاور حیات: ضیاء الحق کیس بھی کھولا جائے۔

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ No interruption

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ جس قسم کی مرضی چاہیں تحقیقات کروائیں ہم ہر طرح کی تحقیق کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں آج اس بات کو بھی یاد رکھنا پڑے گا کہ جس اسلم بیگ کا نام اس فیصلے میں ہے اُس کو تمغہ جمہوریت کس نے دیا اور اسد درانی کو جرمنی میں سفیر کس نے مقرر کیا تو ان ساری باتوں کا جواب دینا پڑے گا۔ ہم ہر اُس بات کے لئے جو یہاں پر کی گئی ہے اور سپریم کورٹ نے جو بھی فیصلہ کیا ہے ہم اُس کو من و عن تسلیم کرتے ہیں اور یہ بے شک رحمن ملک سے تحقیقات کروالیں، ایف آئی اے سے کروالیں اور جن سے ان کا جی چاہتا ہے تحقیقات کروالیں تاکہ قوم کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ ان باتوں سے بھی منہ نہیں چڑایا جا سکتا کہ پی آئی اے کو کس نہ لوٹ لیا، حج جیسے مقدس فریضے پر کن لوگوں نے اپنی جیمیں بھریں، ایف ڈیرین کیس پر چرس اور منشیات کے permit کس نے جاری کئے، بجلی چوری کس نے کی، آج اگر گھر گھر کا چولہا بجھا ہے اور ہر گھر میں تاریکی ہے تو وہ کس کی وجہ سے ہے؟ چونکہ یہاں پر بہت ساری باتیں ہوئی ہیں تو میں ان ساری باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ہر قسم کی تحقیقات کے لئے تیار ہیں اور جس سے مرضی کروالیں لیکن ساتھ ساتھ جو رقم سونے بنکوں میں ہے اُس رقم سے یہ کسی صورت بھی اپنا منہ نہیں چڑا سکتے اور خاص طور پر محترمہ شمیمہ خاور حیات کے ساتھ جو ناقص بے وفائی کی ہے اُس سے بھی اپنا منہ نہیں چڑا سکتے۔

جناب سپیکر: یہ بات وہ سب ہی جانتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آخر پر محترمہ بے نظیر شہید کے نام ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کر رہا ہوں کہ:

قاتلوں کا مسئلہ خود بخود حل ہو گیا

قتل ہوتے جس نے دیکھا وہ پاگل ہو گیا

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ اپنے پاگل پن کے سرٹیفکیٹ عدالتوں میں کون پیش کرتا رہا ہے؟ بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران پیپلز پارٹی کی طرف سے
"جب تک سورج چاند رہے گا، بی بی تیرا نام رہے گا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے بڑے اہم issue پر بات کرنے کا موقع دیا۔ 65 سالوں سے ہمارا ملک ایک تجربہ گاہ بنا ہوا ہے، ہر دور میں جو بھی آیا اس نے اپنا راگ الاپا اور چلا گیا اور اس کا خمیازہ ہماری اس قوم کو بھگتنا پڑا۔ یہ فیصلہ جو اصغر خان کیس کا آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کان اور آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور یہ لمحہ فکریہ ہے کہ جس جس نے جو جو کیا اس پر بیٹھ کر خود احتسابی کرے اور اپنی ان غلطیوں کے ازالے کی کوشش کرے اور مزید یہ تہیہ کرے کہ ہم نے اس ملک اور قوم کی خدمت کرنی ہے اور وہ کون سا صحیح طریقہ سے جس سے اس ملک اور قوم کی خدمت ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر! جمہوریت کے لئے اور جمہوری نظام کو مضبوط کرنے کے لئے بڑے لوگوں نے قربانیاں دیں اور جن لوگوں نے کام کیا ہم آج انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے اس ملک کی سرحدوں پر اپنی جانیں قربان کیں، جن لوگوں نے اس ملک میں جمہوریت کے لئے اپنی جانیں قربان کیں ہم انہیں آج سلام پیش کرتے ہوئے ان لوگوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جن لوگوں سے جو جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ آج بیٹھ کر ان سے معافی مانگیں اور یہ جو precedents set ہوئے ہیں، آئندہ آنے والے وقتوں میں یہ نہ ہوں اور ہمارا یہ ملک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بڑے باشعور اور بڑے معزز ممبران ہیں تو اس طرح اگر کسی کی لیڈرشپ پر mud throwing کریں گے تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جی، یہ لوگوں کے لئے اچھی بات نہیں ہے۔ یہ third forces جن کا آج ہم تذکرہ کرتے ہیں کہ انہوں نے سیاست دانوں کو استعمال کیا، ان کے لئے راہیں ہموار کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور خود احتسابی کے عمل کو جاری و ساری رکھ کر ملک کو صحیح ڈگر پر چلانا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، حضرت صاحب! محترمہ شمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ حضرت صاحب ہیں؟ آپ کو تو میں نے floor نہیں دیا بلکہ آپ کے پیچھے مستی خیل صاحب ہیں جن کو floor دیا ہے۔

محترمہ شمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری صرف ایک لائن ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پیچھے تو دیکھیں۔ (تہقہ)

محترمہ شمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ ہماری پارٹی کے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی پارٹی کے ہی ہیں۔ (تہقہ)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: لائن جو غلط کرے گا پھر وہ باہر بھی جائے گا I tell you مرہانی۔

محترمہ شمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ہم نے کمیٹی میں بیٹھ کر فیصلہ کیا ہے اور آپ میرے ساتھ زیادہ باتیں نہ کریں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ میں آپ کو ٹائم دوں؟

محترمہ شمینہ خاور حیات: نہیں، جناب سپیکر! یہ آپ کی مرہانی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں اور ہم انہیں ٹائم دے دیتے ہیں لیکن آپ نے اگر کسی کی قیادت کے متعلق کوئی بات کی تو پھر آپ کی بات ادھر ہی ختم ہو جائے گی۔

محترمہ شمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے کوئی اتنی لمبی تقریر نہیں کرنی تھی کیونکہ بہت سی باتیں ہو چکی ہیں اور میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ایک منٹ کا موقع دیا ہے۔ ہمیں واقعی maturity دکھانی چاہئے اور میں کوئی بھی word یہاں پر repeat نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف وہ وقت یاد کر ادینا چاہتی ہوں کہ اگر غلطیاں ہوتی ہیں تو ہمیں معافی مانگ لینی چاہئے۔ ہم آپ سے بہت جو نیر ہیں اگر میری آپ کو کوئی بات بری لگتی ہے تو میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح میاں محمد نواز شریف صاحب پہلے بھی قوم سے معافی مانگ چکے ہیں جب وہ پرویز مشرف کے ساتھ پٹی بارگین کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے کیا بات کہی تھی؟

محترمہ ثمنینہ خاور حیات: ملک چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تب بھی انہوں نے معافی مانگی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ باز نہیں آتیں۔

محترمہ ثمنینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج پھر وہ معافی مانگ لیں تو سارا کچھ ختم ہو جائے۔ شکر یہ

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے موقع عطا فرمایا ہے کہ پاکستان کی سیاست کے defining moments پر میں بھی لب کشائی کر سکوں۔ میں نے اپنے تمام ساتھیوں کی باتیں سنیں۔ آج میں بوجھل دل کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ 1990 کے سیٹ اپ کا ہم حصہ نہیں تھے جب 1990 کا وہ الیکشن ہوا تھا تو آزاد ٹکٹ پر میرے بڑے بھائی اس سیٹ اپ کے خلاف الیکشن لڑ رہے تھے۔ اس وقت دھاندلی ہوئی یاد دہاندلا ہوا، اس چیز کے ہم چشم دید گواہ ہیں اور پاکستان کا بچہ بچہ، پاکستان کا بوڑھا اور ہر ذی شعور جانتا ہے کہ وہ الیکشن کیسے تھے لیکن آج میں یہ کہتے ہوئے حق بجانب ہوں کہ پاکستان کی 65 سالہ سیاسی زندگی میں جو غلطیاں ہوتی رہیں، جو ادارے آپس میں confrontation کا شکار رہے، پاکستان کو اور پاکستان کی سیاست کو جس انداز میں چراگاہ بنا کر چلایا جاتا رہا، آج میں سمجھتا ہوں کہ 2012 میں وہ پاکستان نہیں ہے۔ پاکستان کی وہ سیاست نہیں ہے اور پاکستان کے وہ ادارے نہیں ہیں۔ ہم نے ماضی میں غلطیاں کیں اور ہم ان غلطیوں سے سبق سیکھ چکے ہیں۔ میرے بھائیوں نے یہاں گو شہباز گو کے نعرے لگائے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف تو 1990 میں beneficiary نہیں تھے، وہ تو پالیمنٹیرین بھی نہیں تھے اور جہاں تک میری معلومات ہیں تو وہ ایم این اے یا ایم پی اے بھی نہیں تھے تو یہ میرے بھائی کس بنیاد پر یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب استعفیٰ دیں۔ جسے میرے بھائی misinterpret کر رہے ہیں اور میں انہیں وکیل سمجھتا ہوں۔ جب سپریم کورٹ آف پاکستان نے ہماری لیڈر شپ کے خلاف ایک لفظ نہیں لکھا اور آج بھی چیف جسٹس صاحب کا statement "دی نیوز" میں شائع ہوا ہے جسے میں پڑھ رہا تھا کہ الزام لگانا آسان بات ہے، اسے prove کرنا، اس کے بعد prove ہو تو پھر بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن ہوتے رہے ہیں اور ہم بھی گاڑیاں بھر کے جاتے تھے اور جب جاتے تھے تو راستے میں اسمبلی ٹوٹ جاتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ماضی کی bitter

realities ہیں اور جو چارٹر آف ڈیموکریسی sign کی گئی جس میں یہ کہا گیا کہ ماضی میں جو غلطیاں ہوئی ہیں، انہیں side پر رکھ دیں اور پارلیمنٹ نے منفقہ طور پر اٹھا رہیں، انیسویں اور بیسویں تراہیم منظور کریں۔

جناب سپیکر! آج میں کہتا ہوں کہ چارٹر آف ڈیموکریسی پر دستخط ہو چکے ہیں، ماضی کی غلطیوں پر سب لوگ معافیاں مانگ چکے ہیں، بی بی شہید فوت ہو چکی ہیں اور انہوں نے بھی معافی مانگی، میاں محمد نواز شریف صاحب نے بھی معافی مانگی اور میں اس پارلیمنٹ کا حصہ تھا جہاں پر ان تمام لوگوں نے بھی معافیاں مانگیں جو مارشل لاء کا حصہ رہے، جنہوں نے مارشل لاء کی چھتری تلے سیاست کی۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ آئندہ بہتر کرے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: آج ایک نئے پاکستان کی ضرورت ہے اور ہم خوش نصیب ہیں کہ الحمد للہ 2008 کے الیکشن میں جن لوگوں نے اس سیٹ اپ میں الیکشن لڑا وہ بھی این آر او دستخط کر کے اقتدار میں آئے، ہم اس کا بھی حصہ نہیں ہیں۔ آخر میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

ایک ہی در پر سر ہو تو سجدوں میں سکوں ملتا ہے اقبال
بھٹک جاتے ہیں وہ لوگ جن کے ہزاروں خدا ہوتے ہیں

جناب سپیکر: محترمہ زرگس فیض ملک!

محترمہ زرگس فیض ملک: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اتنے اہم issue پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو خراج تحسین پیش کرتی ہیں، خراج عقیدت پیش کرتی ہوں اور salute پیش کرتی ہوں جنہیں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کر کے آج تاریخ میں سرخرو کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی وہ سیاسی جماعت ہے جو عدالتی نظام کیسا بھی ہو، حالات کیسے بھی ہوں، کوئی ڈکٹیشن دے کر کیسے بھی ہمارے خلاف فیصلے کرائے لیکن عوام کی عدالت نے ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی کو سرخرو کیا ہے جس پر آج ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں لیکن ان کو آئینہ دکھایا تو یہ کیوں بُرا مان گئے؟ انہیں اپنا ماضی بھول گیا ہے کیونکہ ایک ڈکٹیٹر کی پیداوار کو جمہوریت کی کیا قدر ہوگی؟ جمہوریت کے لئے میری قائد شہید ہوئیں، جنہوں نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں، یہ تو اس وقت جدہ بھاگ گئے تھے اس لئے کہ اپنا پیسا بچانے کے لئے اور آئندہ اقتدار میں آنے کے لئے، جمع خرچ کے لئے وہاں اپنی فیکٹریاں لگائیں اور آج یہ پاکستان کی عوام کے ساتھ جینے

مرنے کے دعوے کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہ پارٹی ہے کہ جس نے سپریم کورٹ کا جینا حرام کیا ہوا ہے کہ ہر بات اور چھوٹے سے چھوٹے issue پر اور آلوپیاز پر سپریم کورٹ میں یہ پٹیشن لے کر جاتے ہیں۔ آج ان کو سپریم کورٹ کا فیصلہ کیوں منظور نہیں ہے؟ آج یہ سپریم کورٹ کی ٹھلم کھلاتو ہیں کر رہے ہیں۔ یہ پیپلز پارٹی نے فیصلہ نہیں کیا، یہ پیپلز پارٹی کی عدالت نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ یہ سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر! یہ چور شور مچا رہے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہیں، اگر ان کا ماضی صاف ہے، اگر ان کا ماضی بے داغ ہے تو ان کو عدالتوں کا سامنا کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔

محترمہ زرگس فیض ملک: ان کو انکواری کے لئے پیش ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ زرگس فیض ملک: being a political worker میرا ایک مطالبہ ہے۔ [*****]

(شور و غل)

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

محترمہ زرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ان کو خاموش کرائیں، ان چمچیوں کو خاموش کرائیں، ان سرکاری چمچیوں کو خاموش کرائیں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ آپ کی مہربانی۔ (شور و غل)

محترمہ زرگس فیض ملک: میرا حق ہے بات کرنے کا اور میں بات کروں گی۔ چاہے کسی کو اچھی لگے یا بُری۔ (شور و غل)

یہ چور ہیں، یہ ڈاکو ہیں، یہ لٹیرے ہیں۔ انہوں نے ملک کو لوٹا ہے، انہوں نے عوام کا mandate چوری کیا ہے اور انہوں نے عوام کے حق پر ڈاکا ڈالا ہے۔ یہ پینتیس سال سے قبضہ گروپ ہیں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کر دیا جائے۔ Order in the House

محترمہ زرگس فیض ملک: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں غلط بات سننے کا عادی نہیں ہوں، میں بات نہیں سنوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ اب اس کو close کرتے ہیں، اس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اس کا دو گھنٹے کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ (شور و غل)

محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ نولاٹیا صاحب! ٹائم ختم ہو چکا ہے اب میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔ اب ہم legislation شروع کرنے والے ہیں، اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی مہربانی، اب اس پر بحث نہیں ہوگی۔ Not allowed to anybody آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ (شور و غل)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں

مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: محترمہ ریحانہ حدیث مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

محترمہ ریحانہ حدیث: جناب سپیکر! میں

The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012 (Bill No.28 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی

ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ شمیمہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورم پورانہ ہے۔
 جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہوئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
 کورم پورانہ ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔
 (اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)
 اب دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)
 کورم پورانہ ہے لہذا پندرہ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔
 (اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)
 (پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد 3:18 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)
 جناب محمد ثناء اللہ خان مستقی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
 جناب سپیکر: House in order تو ہونے دیں۔ اگر House in order نہ ہو تو پھر مشکل ہے۔
 پھر تو بات نہیں سنی جائے گی۔ جو صاحبان باہر لابی میں ہیں جلدی جلدی اندر تشریف لے آئیں۔ گنتی کی
 جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
 معزز ممبران: گنتی دوبارہ کروائی جائے۔
 جناب سپیکر: ان کا مطالبہ ہے کہ گنتی دوبارہ کرائی جائے لہذا دوبارہ گنتی کریں۔
 (اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)
 کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 8- نومبر 2012 بوقت صبح 10.00 بجے تک
 کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔